"ترمذی شریف"

کتاب الاحکام عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

باب: قاضی کا بیان۔

قاضی کے شرائط چار ہیں۔ 1 مسلم ہونا 2 عاقل ہونا 3 بالغ ہونا 4 صاحب عدل ہونا۔

کسی شخص کے حق میں کسی چیز کا فیصلہ ہو جائے (جو غلط ہو) تو اس شخص کیلئے اسے لینا درست نہیں اس کی شدت سے تاکید

"1" ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قاضی کا فیصلہ ظاہرًا نافذ ہوگا لیکن باطنًا نافذ نہیں ہوگا۔ یعنی اس شخص کیلئے اس سے انتفاع و استفادہ کرنا جائز نہیں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "بے شک میں اسے جہنم کی آگ کا انگارہ کاٹ کر دے رہا ہوں"۔

2 امام اعظم:۔ دونوں صورتوں میں قاضی کا فیصلہ نافذ ہوگا یعنی وہ اس سے انتفاع و استفادہ بھی کر سکے گا۔ بیع ہبہ وغیرہ البتہ اس سے آخرت میں اس کا مؤاخذہ ضرور ہوگا۔

باب البینۃ علی المدعی و الیمین علی من انکر (المدعی علیہ) (13 باب کر)

احناف: اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ کہ مدعی گواہ پیش کرے ورنہ مدعی علیہ پر قسم ہے۔

ائمہ ثلاثہ: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دو طریقے ہیں۔ (1) جو اوپر بیان ہوا (2) کہ قاضی ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ مدعی ایک گواہ پیش کرے جبکہ مدعی علیہ قسم کھالے۔ دلیل باب میں مذکور احادیث ہیں۔

احناف کی جانب سے دلیل یہ ہے کہ پوری حدیث سنن ابوداؤد میں موجود ہے جس میں صراحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریقین کو یہ حکم دیا تھا۔ اذھبوا فقاسموھم انصاف الاموال۔ یعنی جاؤ یہ چیز آدھی آدھی تقسیم کر لو۔ گویا کہ یہ فیصلہ دو لوگوں کے تھا مصالحت کیلئے تھا۔

14 وہ غلام جو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو

نصف غلام آزاد کرنے کا مسئلہ:۔

امام اعظم کا مؤقف یہ ہے کہ جب ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو پھر ایک اپنا حصہ آزاد کر دے تو وہ غلام نصف آزاد ہوگا اور نصف غلام ہوگا۔ اب اگر معتق موسر (امیر) ہے تو غیر معتق کو 3 اختیار ہیں "1" وہ بھی نصف حصہ آزاد کر دے۔ 2 معتق سے ضمان کا مطالبہ کرے کہ وہ نصف غلام کی قیمت ادا کر کے اسے آزاد کر دے۔ 3 یا غلام سے سعایہ کرائے اور طے شدہ رقم جمع کروا کر آزاد ہو جائے۔

اگر معتق معسر (تنگ غریب) ہے تو غیر معتق کو دو اختیار ہیں۔ 1 غلام سے سعایہ کرائے 2 اپنا حصہ آزاد کر دے۔

Scanned with CamScanner

عمریٰ و رقبیٰ کا بیان

عمریٰ و رقبیٰ اس کا مدار عرف پر ہے۔ اگر عرف میں ان الفاظ سے ہبہ مراد لیا جائے تو ان پر ہبہ کے احکام جاری ہونگے۔ موہوب لہ اس گھر کا مالک بن جائے گا تا حیات اس سے انتفاع حاصل کرے گا اور مرنے کے بعد اس میں وراثت جاری ہوگی۔ اگر عرف میں ان الفاظ سے عاریت لیا جاتا ہے تو وہ گھر اس کے پاس عاریۃً ہوگا اس پر عاریت کے احکام جاری ہونگے تا حیات استفادہ کرے گا اور مرنے کے بعد وراثت نہیں جاری ہوگی مالک مرگیا تو بھی ان کے ورثا میں جائے گی۔ (مالکا)

لوگوں کے درمیان صلح کا بیان

اگر کسی نے کسی کی [illegible] چیز پر تنازع کیا قبضہ وغیرہ کا تو تین صورتیں ہیں۔

(1) جس نے قبضہ کیا وہ اقرار کرتا ہے کہ یہ مکان وغیرہ اس کا نہیں بلکہ دوسرے کا ہے (2) انکار کرتا ہے کہ دوسرے کا نہیں ہے بلکہ میرا ہے ~~بلکہ~~ (3) سکوت کیے ہوئے ہے نہ اقرار کرتا ہے نہ انکار بس صلح کرنا چاہتا ہے۔

احناف کے نزدیک تینوں صورتوں میں مصالحت ہو سکتی ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پہلی صورت (اقرار) میں مصالحت ہو سکتی ہے باقیوں میں جائز نہیں۔

جو شخص اپنے پڑوسی کی دیوار میں شہتیر لگائے

ہمسائے کو دیوار پر شہتیر رکھنے کی ضرورت پیش آئے تو اسے منع نہ کرے کیونکہ یہ اس کا حق ہے۔ اس کی شرعی حیثیت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ **امام احمد بن حنبل** کے نزدیک یہ حق واجب ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مستحب ہے اور مروت اخلاق سے متعلق ہے۔

ان الیمین علی ما یصدقہ صاحبہ 20-1=19

قسم کا وہ معنی مراد ہوگا جس کی تمہارا ساتھی تصدیق کرے۔
وہ قسم جو مدعی کے مطالبہ پر اور قاضی کے حکم سے مدعا علیہ عدالت میں کھاتا ہے یعنی قسم ایک بات پر لی جائے وہ توریہ کر کے دوسری پر قسم کھائے یہ ناجائز ہے بلکہ قسم سے مراد وہ قسم ہوگی جو مدعی کے مطالبہ پر قاضی عدالت میں مدعا علیہ سے لینا چاہتا ہے۔ اگر مدعی علیہ مظلوم ہو تو توریہ کی گنجائش ہے اور اگر ظالم ہو تو توریہ کی بالکل گنجائش نہیں۔

جب راستے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اسے کتنا (رکھا) جائے 21

نئی بستی آباد کرتے وقت یا مشترک زمین کی تقسیم کاری کے وقت راستہ کاٹنے میں لوگوں کا تنازع ہو جائے تو سات 7 ہاتھ راستہ معین کیا جائے گا۔ اس سے آمد و رفت با آسانی ہو سکے گی۔ اگر کہیں تنازع نہ ہو اور ضرورت بھی نہ ہو تو کم مقدار راستہ رکھا جا سکتا ہے۔

تخییر الغلام بین ابویہ اذا افترقا

* جب والدین میں طلاق وغیرہ سے جدائی ہو جائے تو (بچوں) کی پرورش میں اختلاف ائمہ۔

احناف آٹھ سال تک بچے کی پرورش والدہ کرے گی۔ بعد ازاں باپ یا اس کے ورثاء چاہے لڑکا ہو یا لڑکی

احمد بن حنبل 7 سال تک بچے کی پرورش کا حق ماں کو ہے پھر بچے کو اختیار دیا جائے گا۔ (دلیل احادیث باب ہیں احناف یہ جواب دیتے ہیں کہ حدیث میں دو سال سے کم عمر کے بچے کا ذکر ہے جو بے شعور تھا۔

باب ان الوالد یاخذ من مال ولدہ مسئلہ یہ کہ باپ بیٹے کے مال کا مالک نہیں ہوتا بلکہ وہ ضرورتاً لے سکتا ہے۔ ورنہ تو بیٹے کے مال پر زکوٰۃ وغیرہ لازم ہی نہ ہو کہ اس کا مال نہیں حالانکہ یہ لازم ہوتی ہے۔

سن بلوغت کا بیان

1 جمہور ائمہ و صاحبین کے نزدیک جب بلوغت کی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکی اور لڑکا کی عمر 15 سال ہو جائے تو وہ بالغ شمار ہو گی۔ (2) بعض فقہاء کے نزدیک لڑکی 9 اور لڑکا 15 سال سے پہلے بالغ نہیں ہو سکتا 3 امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک لڑکی سترہ سال اور لڑکا 18 کا بالغ ہو جائے گا۔

25 باب فی من تزوج امراۃ ابیہ

(4) اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر کے جماع کیا تو اس احناف کے نزدیک قتل کیا جائے گا جیسے حضور علیہ السلام نے اس شخص کے سر کاٹنے کا حکم دیا۔ زنا کی کوڑے یا رجم کی سزا ہے چونکہ یہ جرم زیادہ ہے زنا سے تو سزا بھی زیادہ ہو گی۔

(5) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کنوارا تھا تو 100 کوڑے شادی شدہ تھا تو سنگسار کیا جائے گا۔

73 صفحہ

غلام آزاد کرنا اور قرعہ اندازی کا بیان

جو شخص کسی ذو رحم محرم کا مالک بن جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے مگر امام شافعی ذو رحم محرم سے مراد اصول و فروع لیتے ہیں جبکہ ائمہ ثلاثہ رحم سے مراد رشتہ و ناتا لیتے ہیں خواہ وہ ننھیالی و ددھیالی ہو لہذا رضاعی و سسرالی خارج ہو گئے اور محرم سے مراد وہ ہیں جن سے ہمیشہ نکاح حرام ہو لہذا خالہ چچا ماموں زاد اور پھوپھی زاد مملوک کو آزادی حاصل نہ ہو گی کہ ذی رحم تو ہے لیکن محرم نہیں۔

مغصوبہ زمین میں کھیت کا حکم

امام احمد بن حنبل آپ کے نزدیک کھیت کا مالک زمین والا ہو گا غاصب کو بیج اور محنت کا خرچہ و معاوضہ دیا جائے گا اور کچھ نہیں۔

احناف پیداوار غاصب کو ملے گی۔ البتہ اس کیلئے یہ طیب نہیں، محنت اور خرچہ کا معاوضہ جو بنے وہ طیب ہے۔ باقی اس کیلئے جائز نہیں۔ صدقہ و خیرات کرنا زیادہ مفید ہو گا۔

اولاد کو ھبہ کے احکام برابری کے اعتبار سے

(1) امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ تفاضل حرام ہے کہ انہوں نے ظلم پر قیاس کر کے یہ ظلم ہے اور ظلم حرام ہے

(2) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ تفاضل مکروہ تحریمی ہے۔ یہ روایت سے دلیل دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرے کو گواہ بنالو میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ اور حرام ہوتا تو دوسرے سے بھی منع فرماتے۔

تساوی میں اختلاف

امام محمد و احمد کے نزدیک مسئلہ میراث جیسی تساوی ہے۔ کہ ذکر کو دگنا عورت کے مثل کے دیگر ائمہ کے نزدیک وہ تساوی میراث سے خاص ہے ان کے علاوہ میں عام تساوی مراد ہے۔

کتاب الاحکام کے کچھ ابواب ہیں

Scanned with CamScanner

کتاب الاحکام کے چند باب

شفعہ کا بیان

شفع کا لغوی معنی ملانا ہے۔ اصطلاح میں کسی کی جائیداد کو اپنی جائیداد میں شامل کرنے کو شفعہ کہا جاتا ہے۔

شفع کے تین اقسام ہیں **(1) شریک فی نفس المبیع** جب کسی جائیداد میں متعدد لوگ شریک ہوں پھر کوئی بیچنا چاہے تو دوسرے مقدم ہیں خریدنے میں کہ وہ شریک فی نفس المبیع ہیں۔

(2) شریک فی حقوق المبیع جائیداد میں شرکت نہ ہو بلکہ اس کے حقوق میں شرکت ہو۔ راستہ مشترک استعمال ہو یا کنواں جس سے کھیت سیراب کیے جاتے ہوں

3 **جار ملاصق** جو شخص نہ شئی میں شریک ہو اور نہ ہی اس کے حقوق میں بلکہ پڑوسی ہو۔

اختلاف ائمہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شفعہ کا حق صرف شریک فی نفس المبیع و حقوق المبیع کو حاصل ہوتا ہے ہمسایہ کو شفعہ کا حق حاصل نہیں۔

احناف کے نزدیک شفعہ کا حق ہمسایہ کیلئے بھی ثابت ہے۔ پہلے نفس مبیع پھر حقوق مبیع میں شریک پھر ہمسایہ کو حق حاصل ہوتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قابل تقسیم میں شفعہ جائز ہے اور غیر قابل تقسیم میں شفعہ جائز نہیں احناف کے نزدیک جائز ہے۔

لقطہ لقطہ و گمشدہ چیز

اس میں تین صورتیں ہیں۔ (1) ایسی جگہ پڑی ہو ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہو گمان ہو کہ مالک تلاش کرتا ہوگا اور پالے گا تو اٹھانا منع ہے (2) محفوظ جگہ پڑی ہے غالب گمان ہے کہ مالک تلاش کرتا یہاں بھی آئے گا تو پانے والے کو اختیار ہے۔ (3) ایسی جگہ ہو کہ ضائع ہوجانا یقینی ہو تو اٹھانا واجب ہے۔

اگر قیمتی چیز ہو تو ائمہ اختلاف اگر مالک نہ ملے (تلاش کرے گا یعنی) نہ ملنے کی صورت میں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک غریب اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ امیر ہو تو مالک کی طرف سے صدقہ کردے۔ دلیل احادیث باب ہیں۔ ایک سال اعلان کرے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایک سال اعلان کرائے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے چاہے غریب ہو یا امیر۔ دلیل حضرت ابی بن کعب والی حدیث ہے کہ حضور علیہ السلام نے انھیں دینار استعمال کرنے کی اجازت دی تھی۔ آپ امیر صحابہ تھے۔ جواب یہ ہے کہ اس وقت غریب صحابہ میں سے تھے۔ دور خلفاء میں امیر ہوئے۔

اگر جنگل میں بکری گم جائے پھر اور کو مل جائے تو محفوظ کرلے تاکہ مالک تک پہنچائی جائے یا پانے والے کے استعمال میں آئے۔ اونٹ کو نہیں پکڑا جائے گا۔

باب وقف

جب کوئی شخص اصل زمین باقی رکھے منافع وقف کرے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ چیز اس کی ملکیت میں باقی رہے گی اور منافع وقف اور آمدنی ہمیشہ کیلئے وقف ہو جائے گی۔

ائمہ ثلاثہ و صاحبین جائیداد مالک کی ملک سے نکل کر اللہ کی ملک میں چلی جائے گی۔ اور منافع ہمیشہ کیلئے وقف ہو جائیں گے۔ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے عند احناف

Scanned with CamScanner

باب بنجر زمین کو آباد کرنا

(1) امام ابو حنیفہ: بنجر زمین کو آباد کرنے والا شخص حکومت کی اجازت سے اس کا مالک ہو جائے گا۔ اجازت میں تقسیم ہے، چاہے آباد کرنے سے پہلے اجازت لے یا بعد میں۔ دلیل۔ انسان کے لیے صرف وہ چیز حلال ہے جس سے اس کے امام کا دل مسرور ہو جائے۔ یعنی آباد کر سکتا ہے مالک بننے کیلئے اجازت حکومت شرط ہے۔

(2) ائمہ ثلاثہ و صاحبین: بنجر زمین کو آباد کرنے کیلئے حکومت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور شخص مالک بھی بن جائے گا۔ دلیل۔ جس آدمی نے بے آباد زمین کو آباد کیا تو وہ اس کا مالک بن جائے گا۔

جواب حدیث:۔ مراد حکم بیان کرنا ہے اجازت کا) تین سال تک اس کو آباد نہ کیا تو امام دوسرے کو دے سکتا ہے

جاگیر دینا

~~امام محمد کے نزدیک~~ جس چیز میں محنت کم نفع زیادہ ہو وہ حکومت کے سپرد ہونی چاہیے تاکہ سب فائدہ حاصل کر سکیں۔

مزارعۃ یا پھلوں کی خدمت حصوں پر دینا

مزارعہ زمین میں کام سے خاص ہے مساقاۃ پھلوں سے معین حصہ پر زمین یا درخت وغیرہ دینا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں فاسد ہیں۔

صاحبین و دیگر ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

کتاب الحدود

وما لا علیہ الحد

حدود "حد" کی جمع ہے۔ مراد وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ شرعی سزا چار ہیں تین قرآن ایک حدیث سے ثابت ہے۔

باب "کتاب الدیات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

باب 1 " اونٹ کے حساب سے کتنی دیت ہوگی .

دیۃ = ودی - یدی = خون بہانا

اصطلاحاً - جب کوئی شخص کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرے یا اسکا کوئی عضو ضائع یا زخمی کر دے جو اس کا شرعی تاوان واجب ہوتا ہے اسے دیت کہتے ہیں .

قتل کی پانچ قسمیں بنتی ہیں

1. قتل عمد کسی آدمی کو تیز دھار آلہ کے ساتھ قصداً قتل کرنا مثلاً تلوار چھری، کلہاڑی ...

حکم :- اس میں قصاص واجب ہوتا ہے یعنی قاتل نے جو کچھ کیا ہے اس کے ساتھ بھی ویسا ہی کیا جائے گا . مقتول کے ورثاء قصاص معاف بھی کر سکتے ہیں یا دیت وصول کر سکتے ہیں ، اور دیت قاتل خود ادا کرے گا . اور فی الفور .

2. قتل شبہ عمد ایسا قتل جس میں قاتل کا قصد تو ہوتا ہے لیکن تیز دھار آلہ سے نہ ہو مثلاً - لاٹھی یا پتھر سے قتل کیا .

حکم سخت گناہگار ہوتا ہے - کفارہ واجب ہوتا ہے . ایک مومن غلام آزاد کرنا یا مسلسل 2 مہینے روزے رکھنا ہے علاوہ ازیں دیت مغلظ بھی واجب ہوتی ہے . عصبات کی طرف سے 100 اونٹ کی شکل میں ادا کی جائے گی . قاتل وراثت سے محروم بھی ہوگا .

3. قتل خطا شکار سمجھ کر انسان کو مار دیا یا مارنا شکار کو تھا انسان کو لگ گیا .

حکم حکمہ حکم قتل شبہ عمد الا لا اثم علیہ (اثم علیہ)

4. قتل قائم مقام خطا اس کی صورت یہ ہے کہ حالت نوم میں ~~کوئی~~ کسی شخص اسی پر گر جائے اور وہ مر جائے - ایسی حرکت و بے احتیاطی گناہ ہے - اس کا حکم قتل خطا جیسا ہے .

5. قتل بالسبب اس نے کوئی ایسا کام کیا جس میں دوسرا مر گیا .

حکم = قاتل گناہگار ہوگا ~~اور کفارہ لازم ہے~~ . کفارہ نہیں عصبات پر دیت واجب ہے .

نوٹ :- قتل کی آخری چار صورتوں میں دیت عاقلہ برادری پر واجب ہے - وہ تین سال میں دیت مکمل کرے گی .

باب 2 درہم کے اعتبار سے دیت

ائمہ کا مؤقف

1 امام ابو حنیفہ :- آپ کے نزدیک مال دیت کی تین اقسام ہیں

1 سو اونٹ 2 ایک ہزار دینار 3 دس ہزار ~~دینار~~ درہم

2 امام شافعی کا موقف اموال دیت کی 6 اقسام ہیں .

1 سو اونٹ 2 12 ہزار درہم 3 1000 ~~درہم~~ دینار 4 دو سو گائے 5 200 جوڑے کپڑے 6 2000 بکریاں

حضرت امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک قتل شبہ عمد کی دیت 100 اونٹنیاں چار قسم کی ہیں - 1 25 دوسرے سال کی 2 25 تیسرے سال کی 3 چوتھے سال 4 پانچویں سال کی بھی پچیس ہوں .

Scanned with CamScanner

قتل خطا کی 100 اونٹنیاں جو پانچ قسم کی ہیں ایک 20 بیس دوسرے تیسرے سال کی اونٹنیاں 20 بیس دوسرے سال کے اونٹ ملاکر 20 بیس چوتھے پانچویں سال کی اونٹنیاں۔

موضحہ زخم کی دیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موضحہ زخم کے دیت میں پانچ پانچ اونٹ دیت کا حکم دیا ہے۔

موضحہ سر پر چوٹ آنے سے ہڈی ظاہر ہو جائے اور **ھاشمہ** یہ سر پر زخم آجائے جس سے ہڈی ٹوٹ جائے۔ اس دیت کا بیسواں حصہ ہے۔ یعنی پانچ اونٹ۔ وعلیہ سفیان ثوری والشافعی واسحق رحمہم اللہ تعالی

انگلیوں کی دیت

ایک انگلی کی دیت تمام جسم کی دیت کا دسواں حصہ ہے۔ انگلی ہاتھ کی ہو یا پاؤں کی دیت 10 اونٹ ہوگی۔ اسی طرح مفاصل اعضاء کا حساب لگا کر دیت دی جائے گی۔ ایک دانت کی دیت مکمل دیت کا بیسواں حصہ ہوگی جو پانچ اونٹ بنتی ہے۔ ایک مکمل ہاتھ کی دیت پورے جسم کی دیت کا نصف ہوگی۔

باب جس کا سر پتھر سے کچلا گیا

قصاص کا طریقہ عند احناف :-

قصاص لیتے وقت تماثل کا اعتبار ضروری نہیں ہے۔ قصاص صرف تلوار سے لیا جائے گا کیونکہ مقصد بطور عبرت جان کا ضیاع ہے جو بطریق کمال حاصل ہو سکتا ہے آپ کے اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ لا قود الا بالسیف قصاص صرف تلوار سے ہی لیا جائے گا۔

عند شوافع قاتل سے قصاص لینے کیلئے تماثل کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ جس طرح قاتل نے قتل کیا اسی انداز میں قصاص لیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ طریقہ حرام نہ ہو مثلاً لواطت یا زنا وغیرہ اس صورت میں قصاص تلوار سے لیا جاسکتا ہے۔ آپ کے دلیل وہ حدیث ہے جس میں یہودی لڑکی کا سر کچل کر قتل کیا تو ان کو بھی سر سے کچل کر قتل کا حکم دیا گیا۔

احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہودی کا سر قصاص بالمثل کے واجب ہونے کی وجہ سے نہیں کچلا گیا تھا بلکہ بربنائے تعزیر و سیاست ویسا کیا گیا جس کا شریعت نے حاکم وقت کو اختیار دیا ہے۔

باب۔ بیٹے کا قصاص باپ سے نہیں لیا جائے گا

تمام ائمہ کا اتفاق واجماع ہے کہ اگر باپ اپنی اولاد کو قتل کرے تو اولاد کے قصاص میں باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ باپ کے قصاص میں اولاد کو قتل کیا جائے گا۔

کفران نعمت

اس کی کئی وجوہات ہیں۔ باپ اولاد کے وجود کا سبب ہے تو اولاد باپ کے عدم موجود کا کیسے سبب ہو یہ کفران نعمت ہے

Scanned with CamScanner

باب: کسی بھی مسلمان کا خون بہانا تین میں سے ایک وجہ سے جائز ہے

1۔ شادی شدہ مسلمان اگر زنا کا ارتکاب کرے تو ثابت ہونے پر اسے قتل کیا جائے گا غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارے جائیں گے۔

2۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو عمداً قتل کردے پھر ثابت ہوجائے تو مقتول کے ورثاء قاتل کو شرعی طور پر مقتول کے قصاص میں قتل کر سکتے ہیں۔

3۔ اگر کوئی مسلمان مرتد ہوجائے تو اسے بھی شرعی نقطہ نظر سے قتل کیا جائے گا تاکہ وہ اسلام کے علاوہ فتنہ نہ پھیلائے

جو شخص کسی معاہد کو قتل کرے

کفار چار قسم کے ہیں: (1) معاہد۔ دار الحرب کا غیر مسلم جس نے اسلامی حکومت سے جنگ نہ کرنے کا اعلان کیا ہو۔ (2) مستامن (3) حربی (4) ذمی جسے کسی اسلامی ملک میں شہریت دی گئی ہو۔ اور حکومت کے ذمہ میں ہو۔

ذمی کے قتل کا قصاص میں مذاہب ائمہ:

1 احناف امام اعظم کا موقف ہے کہ ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا کہ صراحت موجود ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء الراشدین نے یعنی حضرت عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ یا قتل کیا۔

(2) ائمہ ثلاثہ مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ لا یقتل مسلم بکافر۔

امام اعظم کی طرف سے ائمہ ثلاثہ کی دلیل کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس روایت میں ذمی شامل نہیں۔

باقی تینوں قسموں کے کفار کے بدلے مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

قاتل کو مثلہ کرنے کی ممانعت

جنگ میں بھی دشمن کی لاش بگاڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ تو قاتل کو قصاص میں بھی مثلہ کرنے کی کس طرح اجازت ہو سکتی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قصاص بالتماثل کے قائل نہیں ہیں۔ احادیث باب آپ کے موقف کی تائید میں ہیں بعض ائمہ مرحوم مثلہ قصاص میں جائز قرار دیتے ہیں۔

لیکن کرہ اهل العلم المثلہ " جواز والے معلوم نہیں۔

جنین کی دیت کا مسئلہ

پیٹ میں موجود بچہ

جنین کے دو پہلو ہیں، ایک یہ کے اس میں روح ہونے کی وجہ سے جان کے عوض جان یعنی قصاص واجب ہونا چاہیے دوسرا یہ کے ماں کا حصہ اور عضو ہونے کی وجہ سے اسے جروح کے قائم مقام قرار دیا جائے جس میں مال واجب ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حدیث میں جو غرہ (غلام) کی آزادی اس کی دیت قرار دی گئی کیونکہ وہ مال بھی ہے اور جان بھی۔ غلاموں کے مفقود ہونے کی وجہ سے دیت کا بیسواں حصہ "پانچ سو درھم" بنتے ہیں بعض کے نزدیک غلام کی جگہ گھوڑا یا خچر دیا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

باب- لا یقتل مسلم بکافر

تمام ائمہ فقہ کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حربی، معاھد اور مستامن کے بدلے مسلمان قتل نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم ذمی کے قتل کے عوض مسلمان کو قتل میں ائمہ کا اختلاف ہے امام اعظم جائز قرار دیتے ہیں دیگر ائمہ ناجائز خیال کرتے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کی مذکور احادیث فی الباب دلیل ہیں۔ امام اعظم کے پاس سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اس روایت میں زمانہ جاہلیت کے خون کا ذکر ہے۔ دوسری احادیث میں صراحت ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ذمی کے قتل کے قصاص میں مسلمان کو قتل کیا تھا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسا ہوا تھا۔

شرح جو شخص اپنے غلام کو قتل کر دے

اس باب میں تمام ائمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ آقا کو اس کے غلام کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ملکیت کے باعث شبہ کی صورت پیدا ہو گئی حدیث کا مضمون بھی سیاست یا تعذیر پر مبنی ہے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جب کوئی شخص کسی غیر کے غلام کو قتل کر دے تو بھی قصاص نہیں لیا جائے گا یعنی آزاد شخص سے۔ دلیل- "الحر بالحر" سے مخالف جانب کی دلیل ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک آزاد کو غلام کے قصاص میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ حدیث باب سیاست پر محمول ہے اور ان کے نزدیک مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا۔

عورت اپنے مقتول شوہر کی دیت سے دیگر ورثاء کی طرح حصہ وراثت پائے گی۔

قصاص کا حکم (۱۹) ص 135

جب کوئی شخص حملہ آور کا دفاع کرتا ہوا قتل یا زخمی ہو جائے تو قصاص نہیں۔ جبکہ دفاع میں نقصان کر بیٹھے۔ اگر دفاع میں نہ اس کا زیادہ نقصان ہوا تو اس کا تو قصاص ہے دفاع مناسب طریقے سے کرے کو خود کو نقصان نہ پہنچائے یا اس زیادہ نقصان نہ پہنچائے جیسے وہ زخمی کرے اور یہ دفاع میں قتل نہ کر دے۔

تہمت کی وجہ سے قید کرنا

دیا ہوا

ایک ضابطہ ہے کہ متہم بالجرم کو نظر بند کیا جائے۔ پھر تحقیق پر عمل کیا جائے۔ جتنی جرم میں سزا ورنہ چھوڑ۔

المزارعۃ یا پھلوں کی محنت معلوم پر دینا

مزارعہ زمین میں کام کے خاص پہ مساقاۃ کہ پھلوں کے معین حصہ پر زمین یا محنت وغیرہ دینا۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں فاسد ہیں۔
صاحبین و دیگر ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

کتاب الحدود

ومن لا علیہ الحد

حدود حد کی جمع ہے۔ مراد وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ شرعی سزا چار ہیں تین قرآن ایک حدیث سے ثابت ہے۔

(1) زنا (2) چوری (3) تہمت عائد کرنے کی سزا (4) شراب نوشی کی سزا۔ آخری دو میں 80 کوڑے

تین قسم کے لوگ پر حد ساقط ہے

(1) نائم (سویا ہوا) جب تک بیدار نہ ہوا ہو (2) بچہ قبل از بلوغ (3) پاگل = ان کا جرم کالعدم ہوتا ہے۔

درء الحدود سقوط حدود

شبہ کی وجہ سے حدود ساقط ہو جاتے ہیں۔ (1) شبہ فی الفعل: جیسے کسی نے محارم کو بیوی سمجھ کر (2) شبہ فی العقد = جیسے محرم خاتون سے نکاح کر کے جماع کرنا (3) شبہ فی المحل جب کوئی شخص اپنی بیوی کی کنیز سے جماع کرے

(محرم خاتون / غیر محرم خاتون)

ان اقسام میں حکم شرعی کی وجہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے

حد کے بارے میں تلقین اور معترف جب رجوع کرے تو حد کو ساقط کرنا

مجرم کا جرم جب قاضی کے علم میں آ جائے تو مستحب ہے کہ مجرم کو انکار جرم کی تلقین کرے۔ تاکہ آخرت کے سخت عذاب سے بچ سکے۔

* مجرم اگر اعتراف کے بعد رجوع جرم کرے تو وہ بھی معتبر ہے۔

اعتراف جرم میں ائمہ کے مذاہب

احناف جب مجرم چار مرتبہ اعتراف جرم کرے تو حد قائم ہوگی، کم مرتبہ اعتراف کرے تو حد نہیں ہوگی۔ دلیل حضرت ماعز والی حدیث ہے۔

امام مالک، امام شافعی، امام احمد کے نزدیک جب مجرم ایک مرتبہ بھی اعتراف جرم کر لیتا ہے تو حد قائم ہوگی۔ دلیل حدیث ہے جس میں حضرت عسیف نے ایک مرتبہ اعتراف جرم کیا تو حد قائم کی گئی اور جب حضرت اُنیس کو آپ نے بھیجا تو فرمایا "(حدیث) اِنْ اعترفت فارجمها" اگر اعتراف کرے تو رجم کرو، تو اس حدیث میں بھی چار مرتبہ اعتراف کی قید نہیں۔

* ہماری جانب سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ "ان اعترفت" (بالطریق المعروف) کی صورت یعنی "اگر معروف طریقے سے اعتراف کرے تو رجم کرو" یہ مراد ہے۔

* دھر حضور نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور غامدیہ خاتون کی پڑھی تھی تو اس کا ایک جواب یہ دیا گیا کہ حضرت غامدیہ خاتون کی توبہ زیادہ اکمل طریقے سے تھی۔ حضرت ماعز کی توبہ سے۔

حدود میں سفارش جائز نہیں

* مشہور قبیلہ بنو مخزوم کی ایک خاتون نے (فاطمہ) نے چوری کی، قریش پریشان ہوئے ہماری لڑکی کا ہاتھ کاٹا گیا تو عزت خاک میں مل جائے گی۔ سو انہوں نے حضرت اسامہ بن زید کو سفارش کیلئے بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہو تو پھر آپ نے خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔۔۔ حدیث باب میں ہے۔

* حدود حق ہیں، ان میں سفارش جائز نہیں اور نہ ہی ان میں تخفیف و معافی ہے۔

رجم کی تحقیق

یعنی وہ آیت تلاوت میں منسوخ ہوگئی حکم باقی ہے "(الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نكالا من الله والله عزیز حکیم)۔ آیت سورۃ احزاب کا حصہ تھی)

یہ سزائیں (رجم) جاری رہیں۔ حضرت فاروق اعظم نے بھی حق قرار دیا۔ اور اس میں تبدیلی و تخفیف نہیں ہو سکتی۔

رجم کا حکم شادی شدہ شخص کیلئے ہے

جب شادی شدہ پر زنا ثابت ہو جائے تو اس پر حد میں اختلاف ہے۔

احناف، شافعی، حنبلی

کے ہاں صرف سنگسار کیا جائے گا۔ کوڑے (پہلے یا بعد) نہیں لگائے جائیں گے۔

یہی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مختار ہے۔

بعض دوسرے اہل علم

کے ہاں پہلے کوڑے لگائے جائیں گے پھر رجم کیا جائے گا۔

یہ حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا مختار مذہب ہے۔

اہل کتاب کو سنگسار کرنا

احناف کے ہاں اہل غیر مسلم کو رجم نہیں کیا جائے گا، مسلمان ہونا شرط ہے۔ ان کو ان کے اصولوں پر سزا دی جائے گی، جیسے یہود کو ان کے احکام پر سزا دی گئی۔ مسلمانوں کے احکام جاری نہ ہونگے۔

ائمہ ثلاثہ کے ہاں مسلمان ہونا رجم کیلئے شرط نہیں، دلیل یہودی والی حدیث ہے۔

Scanned with CamScanner

جلا وطنی کا حکم

احناف کے ہاں غیر شادی شدہ پر زنا ثابت ہو جائے تو رجم کوڑوں کے ساتھ جلا وطنی حد میں شامل نہیں البتہ تعزیزاً، حکماً یا سیاسۃً کیا جا سکتا ہے۔

ائمہ ثلاثہ
کے ہاں کوڑوں کے ساتھ جلاوطنی بھی حد میں شامل ہے۔ امام مالکؒ کے ہاں عورت جلا وطن نہیں کی جائے گی۔ امام شافعی کے نزدیک نگرانی کیلئے ولی ساتھ جائے گا۔

حدود سزا ملنے والوں کیلئے کفارہ ہیں

احناف
امام ابوحنیفہ کے نزدیک "حدود" گناہ کبیرہ کا کفارہ نہیں ہیں بلکہ قولی و فعلی توبہ ضروری ہے۔

امام شافعی آپ کے ہاں حدود کفارہ سیئات ہیں۔ دلیل حدیث باب ہیں۔

* امام اعظم کے ہاں حدود کا مقصد زجر و توبیخ اور معصیات کے ارتکاب سے بچانا ہے۔

کنیزوں پر حد کے احکام

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ شادی شدہ غلاموں اور کنیزوں کی سزا پچاس کوڑے ہے۔

"اب آقا حد قائم کر سکتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے"

احناف کے ہاں یہ حق صرف حاکم کو حاصل ہے، آقا کو حاصل نہیں۔ دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے۔ جس میں آپ نے ان کے گناہ نہ چھپائے اور حد قائم کرنے کا حکم فرمایا۔

ائمہ ثلاثہ ان ائمہ کرام کے ہاں قاضی کے علاوہ اختیار و حق آقا کو بھی ہے کہ وہ حد قائم کرے۔ دلیل حدیث باب ہے۔

* جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ قاضی کو اطلاع دے۔

جو شراب پیئے اصلی سزا

دور رسالت و دور صدیقی میں شراب نوشی کی سزا 40 کوڑے تھی۔ جو دو چھڑیوں یا چپل سے۔ پھر جب دور عمر میں لوگوں کا رجحان زیادہ ہوا تو آپ نے مشورہ لیا، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور (حضرت کا رائے بھی اسی کے قریب تھا) کے مطابق 80 کوڑے مقرر ہوئے۔ جو حدود میں کم تر سزا ہے چونکہ شراب کی سزا و حد میں نص وارد نہیں اسی لیئے صحابہ نے اسی پر اتفاق کیا۔
اب بھی حکم 80 کوڑے ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا یہی حکم ہے۔ تخفیف کی گنجائش نہیں۔

امام شافعی کے ہاں اصل حد سزا 40 کوڑے ہے باقی قاضی کی صوابدید پر۔

"اور قتل کا حکم منسوخ ہے"

Scanned with CamScanner

کتنی قیمت پر چور کے ہاتھ کاٹے جائیں

احناف نصاب سرقہ 10 درہم یا ایک دینار ہے۔ دلیل حدیث پاک ہے۔ لا قطع الا فی عشرۃ دراھم۔ روایت کمزور ہے لیکن اس کو اختیار کیا گیا۔ نفاذ حدود میں احتیاط کا پہلو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضور نے فرمایا۔ جب تک ممکن ہو مسلمانوں سے حد کو ہٹاؤ۔

ائمہ ثلاثہ نصاب سرقہ تین درہم یا چوتھائی دینار ہے۔

چور کا کٹا ہوا ہاتھ گردن میں لٹکانا

چور کا کٹا ہاتھ گردن میں لٹکانا جائز ہے۔ بنیادی مقصد عبرت ہے جو کمال طریقے سے پورا ہوگا۔

باب جن لوگوں کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے

(1) خائن - خیانت کرنے والے کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے ہیں۔ 2 مختلس = چالاکی سے مال چرانے والا 3 منتہب - ہتھیار استعمال کیے بغیر جو کوئی چیز چھین کر لے جائے۔ 4 تیار دکیل میں سے چوری کرلے - 5 کفن چور - جو کھجور کو کریدنے سے شیرہ حاصل ہوتا ہے اس کو چوری کرے۔ کیونکہ ان پر چوری "یا سارق" کی تعریف صادق نہیں آتی۔ کیونکہ سارق وہ ہے۔ جو محفوظ مقام سے کوئی چیز اٹھالے اور مالک کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

"6" دوران جہاد کے چور کے ہاتھ بھی نہیں کاٹے جائیں گے یعنی اگر کوئی مجاہد چوری کرلے۔ لیکن واپسی میں دارالاسلام کے اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

بیوی کی کنیز سے حد کرنے والے کی سزا

امام احمد بن حنبل حدیث باب پر عمل کرتے ہیں کہ بیوی کی اجازت سے جماع کیا تو سو کوڑے ورنہ حد رجم ہے۔

امام مالک و شافعی یہ زنا ہے چاہے اجازت سے ہو لہذا شوہر کو سنگسار کیا جائے گا۔ دلیل اثر ہے اور حضرت علی اور عبداللہ بن عمر نے بھی شوہر کے سنگسار کا حکم دیا۔

احناف شبہ کی بناء پر حد ساقط ہے۔ اور شبہ فی المحل ہے۔ دلیل حضرت عبداللہ بن مسعود کے قول سے استدلال بھی ہے۔ فرمایا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کیا اس پر حد نہیں ہے۔ بلکہ دوسری مناسب سزا ہے۔

اس عورت کا حکم جس سے زبردستی زنا کیا جائے

اس بات پر تمام ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا بالجبر کرتا ہے تو عورت پر حد جاری نہیں ہوگی۔

جانور سے جماع کا حکم

تعزیرًا اس شخص کو قتل کیا جائے گا۔ یا قاضی کوئی اور فیصلہ و سزا بھی کر سکتا ہے۔ کیونکہ حد نہیں۔ جانور کو ہلاک کرنا اس کی کئی وجوہات ہیں۔

قوم لوط علیہ السلام کے عمل کے مرتکب کی مذمت و سزا

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک "لواطت" کی حیثیت زنا کی ہے۔ ثبوت کیلئے وہی شرائط ہیں جو زنا کیلئے اور اگر محصن ہوں تو سنگسار کیا جائے گا اگر غیر محصن ہوں تو کوڑوں کی سزا۔ یہ بطور حد سزا ہیں۔

احناف لواطت کی حیثیت زنا کی نہیں ہے۔ بلکہ ان کو تعزیرًا کوئی بھی سزا دی جائے گی۔ جلا دینا، عمارت ان پر گرا دینا، مکان سے گرانا وغیرہ

Scanned with CamScanner

* جادوگر اپنی جادو سے فعل کفر کرے تو قتل کیا جائے گا ورنہ تعزیزاً سزا ہوگی جبکہ ضرر پہنچا دے۔
امام مالک وامام شافعی کا یہی مذہب ہے۔

کسی کو گالی دینا اور محرم سے زنا کی سزا

* برے لقب یا نام سے پکارے یا گالی دے تو اس پر ۲۰ کوڑے کی سزا ہے۔
* محرم سے زنا عام زنا سے بڑا جرم ہے لہذا اس کی سزا قتل ہی ہے۔

تعزیر

تعزیر وہ سزا ہے جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مقرر نہ ہو۔ حدود میں تبدیلی نہیں ہوسکتی جبکہ تعزیر میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔

امام مالک، امام ابو یوسف، امام طحاوی کا موقف ہے کہ تعزیر کا تعین نہیں ہے۔ حالات کے موافق سزا ہوگی۔

امام اعظم کے نزدیک زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے کی سزا ہے۔ حد میں کم سے کم سزا (غلام پر ہے جو) چالیس کوڑے ہے۔ ایک کوڑا کم ہو تاکہ تعزیر و حد میں فرق ہو۔

امام احمد بن حنبل وامام شافعی کے ہاں دس کوڑوں سے زائد ہو سکتی ہے۔ تعین نہیں ہے۔

* امام اعظم کی طرف سے جواب یہ ہے کہ باب میں حدیث کی سند میں اضطراب ہے یا پھر یہ ~~مسنوخ~~ منسوخ ہے جس کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

کتاب الصید

کتے کے کیے ہوئے شکار کو کھایا جا سکتا ہے یا نہیں

جب آپ یا سکھائے ہوئے شکاری جانور کو بھیجتے وقت بسم اللہ پڑھا جائے اور وہ جانور شکار کا کوئی حصہ نہ کھائے اور شکار کو زخمی کردے تو اس کو کھانا جائز ہے۔

گوشت حلال ہونے کیلئے
* حلت و حرمت کا احتمال ہو تو ترجیح حرمت کو ہوگی۔
* جس طرح ذبح کرنے والے کیلئے مسلمان ہونا شرط ہے یا اہل کتاب ہونا اسی طرح شکاری کتے کو بھیجنے والے شخص کیلئے بھی مسلمان یا اہل کتاب ہونا شرط ہے۔ لہذا ہندو مجوسی کے شکار کو کھانا حلال نہیں
* معلم کتا یہ ہے کہ شکار کے بعد اس کو اپنے مالک کیلئے محفوظ بھی رکھے۔ اور باز کیلئے یہ کہ وہ مالک جب اسے اڑائے پھر واپس بلائے تو وہ فوراً پلٹ بھی آئے۔

شکار کے بعد اس کا غائب ہو جانا

پرندے کو شکار کیا جائے اور تیر وغیرہ لگنے کے بعد غائب ہو جائے پھر وہ پرندہ ہلاک شدہ دستیاب ہو اور تیر بھی اس میں پیوست ہو تو وہ جانور حلال ہے۔
* تیر لگنے کے بعد پرندہ پانی میں گرے ہلاک ہو جائے تو حلال نہ مانیں اور اسے نہ کھائیں گے بلکہ حرام ہوگا۔
* جمہور ائمہ فقہ کا نقطہ نظر ہے کہ شکاری کتا شکار کا کچھ حصہ کھالے تو وہ ہمارے لیے حرام ہے۔ حدیث میں ہے وان اکل فلا تاکل اسی طرح ہے جب وہ تم پر روکے تو کھاؤ۔ اور امام مالک کے ہاں وہ شکار اب بھی کھانا حلال ہے۔

Scanned with CamScanner